© rasailojaraid.com

پہنچ گئی۔ صوبہ کے سیاسی لوگوں نے اس کشیدگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اشتعال انگیز تقریروں سے ماحول کو اور زیادہ کشیدہ کر دیا۔ بات اگر خوش اسلوبی، سلیقے قرینے، تحمل، حوصلے اور شائستگی سے کی جاتی تو شاید نوبت تصادم تک نہ پہنچتی۔ حکومت کے نیک مقاصد کا ہم اعتراف کرتے ہیں لیکن ان کے طریق واردات کی تائید نہیں کر سکتے۔ یہ بڑا حساس علاقہ ہے۔ یہاں آئے روز بموں کے دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں کے حساس ماحول کو اپنی سرکاری حماقتوں سے دو آتشہ بلکہ سہ آتشہ کرنا عقل و خرد، فہم و فراست، بصیرت اور حسنِ انتظام کے بالکل خلاف ہے۔ سنا ہے ہیروئن کے اس منبع کو ختم کرنے کے لیئے امریکہ نے دو کروڑ ڈالر دیئے ہیں۔ کیا یہ بہتر نہ تھا کہ ان دو کروڑ ڈالروں کو پس انداز کرنے کی بجائے ان کو کاشتکاروں میں بانٹ دیا جاتا۔ ترغیب اور حسنِ انتظام سے کاشتکاروں کو پوست کے تلف کرنے پر آمادہ کیا جاتا۔ تو یقیناً ایسی سنگین صورتِ حال پیدا نہ ہوتی۔

بابری مسجد کے بارے میں ہندو عدالت کے غلط فیصلے کے خلاف پورے بھارت میں ایک شدید ردِعمل ہوا۔ ردِعمل کی لہروں سے مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کا متاثر ہونا ایک فطری بات ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے مسلمان صوبہ جموں اور وادیِ کشمیر کے شہروں میں سڑکوں پر نکل آئے آنسو آور گیس، لاٹھی چارج اور گولیاں، کوئی بھی جبر و تشدد ان کو حق کی حمایت سے باز نہ رکھ سکا۔ جی۔ ایم شاہ کی حکومت کی مقبوضہ کشمیر کے مظاہروں کو نہ روک سکی اگرچہ دو مسلم جماعتوں کو خلافِ قانون قرار دیا گیا۔ متعصب ہندوؤں سے جموں میں مسلمانوں پر حملے کرائے گئے۔ لیکن ہندو ذہنیت کی اس سے بھی تسکین نہ ہو سکی۔ بالآخر آئی کانگرس کے ہندو ممبران اسمبلی نے جی۔ ایم شاہ کی حمایت سے انکار کر دیا۔ نتیجۃً جی۔ ایم شاہ کی حکومت ختم ہو گئی۔ اور مقبوضہ کشمیر میں صدر راج نافذ کر دیا گیا۔ جی۔ ایم شاہ نے ڈاکٹر فاروق عبداللہ کی نیشنل کانگرس میں شمولیت کا اعلان کیا۔ جسے ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے قبول نہیں کیا۔ جی ایم شاہ شیخ عبداللہ مرحوم کے داماد اور وہ ذات شریف ہیں جس نے اندرا گاندھی کا سیاسی مہرا بن کر ڈاکٹر عبداللہ فاروق کی پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا۔ اور ڈاکٹر فاروق عبداللہ کی جائز اور منتخب حکومت کو غیر فطری طریق سے ختم کیا گیا۔ ڈاکٹر فاروق عبداللہ اسی وقت سے پُر زور مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ ریاست میں دوبارہ انتخابات کروائے جائیں۔ تاکہ از سرِ نو پھر یہ حقیقت واضح ہو سکے کہ ریاستی عوام کس کا ساتھ دیتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جبر و تشدد، غضب و نہب، ترغیب و تحریص سے کام لے کر جب کبھی کسی منتخب حکومت کو غیر فطری طریق سے ختم کیا جائے گا۔ تو اس کے یہی نتائج برآمد ہوں گے اس سے یہ واضح ہو گیا کہ ہندو کبھی مسلمان کا حامی نہیں ہو سکتا۔ ہندوؤں کے نزدیک ہر چیز سے اپنا مفاد مقدم ہے۔

جب سے بھارت آزاد ہوا ہے۔ مسلمان اس کی خون آشامیوں کا نشانہ بنے ہوتے ہیں۔ آئے روز مختلف حیلوں اور بہانوں سے ہندو مسلم فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ آج تک کئی ہزار فسادات ہو چکے ہیں جن میں ہزاروں مسلمان جام شہادت نوش کرنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے کڑوڑوں روپے کے کاروبار اور جائیدادیں تباہ کر دی گئیں۔ گذشتہ دنوں ایک مسلمان بیوہ کو اس کے خاوند سے نان نفقہ دلانے کا فیصلہ کر کے ایک ہندو عدالت نے مسلم عائلی قوانین میں بے جا مداخلت کی نتیجتہً پورے ہندوستان اس کے خلاف مسلم رائے عامہ منظم ہو گئی۔ اور بھارت کی اسمبلی مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا قانون بنانے پر مجبور ہو گئی۔ جو مسلم لاء کے خلاف نہ ہو۔ ایک مغرب زدہ بے دین مسلمان وزیر مملکت خان عارف خان نے بھارتی اسمبلی کے اس اقدام کے خلاف احتجاجاً وزارت سے استیعفیٰ دے دیا۔ اب پچھلے دنوں ہندو عدالت نے ایک ایسی مسجد کو جو ساڑھے چار سو سال سے مسجد چلی آ رہی تھی۔ اسے مندر قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ مقدمہ اتر پردیش ہائی کورٹ میں چل رہا تھا۔ ہندوؤں نے عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک اور ابتدائی عدالت سے اپنے حق میں فیصلہ کروالیا۔ نتیجتہً پورے بھارت میں مشرق سے مغرب شمال سے جنوب تک اس ہندو عدالت کے فیصلہ کے خلاف شدید غم و غصہ کی لہر ڈور گئی۔ دہلی میں دینی غیرت و حمیت سے سرشار مسلمانوں نے زبردست جلوس نکالا۔ پورے بھارت میں مسلمانوں کے دینی احتجاج کی صدائے بازگشت سنی گئی حقیقت یہ ہے۔ کہ آزادی ہند کے بعد پورے بھارت میں مسلمانوں نے کبھی اجتماعی انداز میں اس قدر زبردست احتجاج نہیں کیا۔ بات سیدھی سی ہے۔ جو مسجد ساڑھے چار سو برس سے اپنے بانی بابر کے نام سے معروف ہے۔ اور بطور مسجد ہی چلی آ رہی ہے۔ یکایک اسے مندر کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ عبداللہ شاہ بخاری امام جامع مسجد دہلی کا یہ بیان خاصا تشویش انگیز اور پریشان کن ہے۔ کہ فرقہ وار متعصب ہندو تنظیمیں ہندوستان میں پھیلی ہوئیں نو ہزار مساجد کو مندر بنانا چاہتی ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھارت اگر سیکولر ملک ہے۔ تو اس میں یہ ہندوؤں کا تعصب کیوں روا رکھا جاتا ہے؟ راجیو کو کان کھول کر سن لینا چاہیے۔ کہ تمہاری والدہ اندرا گاندھی سکھوں کی چتا میں جل گئی۔ اگر تم بھی انصاف نہ کرو گے اور ہندوؤں کو اپنے متعصبانہ کھیل کھیلنے کے مواقع مہیا کرتے رہو گے تو اپنے انجام کو نوشتہ دیوار سمجھو۔ خدا کے دربار میں دیر ہو سکتی ہے۔ اندھیر نہیں کعبے کی بیٹیوں مساجد کی بے حرمتی کرنے والا کبھی خدا کے قہر و غضب سے بچ نہیں سکتا ابرہہ بھی بڑے مذموم عزائم لے کر بیت اللہ پر حملہ آور ہوا۔ لیکن ابابیلوں کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اتر گیا۔

ظلم کرنے والو ظلم سے باز آجاؤ۔ مظلوم کی آہیں تمہیں لے ڈوبیں گی

ہندو متعصب تنظیموں کو کنٹرول کرنا چاہیے۔ ورنہ پندرہ کروڑ کی عظیم اقلیت راجیو کو مسلمانوں کی دل آزاری کی بجائے دل داری کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ آئندہ انتخابات میں ملکی سیاسیات رخ موڑ سکتی ہیں۔ ہندوستان کی مسلم تنظیموں اور حکومت پاکستان کو بھارت کی مسلم کشی کے خوفناک طرز عمل کو اقوام متحدہ عالم اسلام اور خصوصاً مشرق اوسط کے عرب ملکوں میں پوری تفصیلات سے پہنچا دینا چاہیے۔ اس کے بغیر شاید مسلمان خونریزی سے محفوظ نہ ہو سکیں سمجھ نہیں آتی کشمیر، مشرقی پنجاب، تامل ناڈو، تری پورہ آسام وغیرہ میں زبردست علیحدگی کی تحریکیں زور شور سے جاری ہیں۔ جب بھارت کے مسلم کے انگارہ خاکی میں یقین پیدا ہو گیا تو وہ پورے بھارت کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے گا۔ قیام پاکستان میں بھارتی مسلمانوں کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ حکومت پاکستان کا دینی، انسانی اور اخلاقی فرض ہے۔ بھارت کے مظلوم مسلمانوں کی داستان مظلومیت کو اخلاقی دنیا میں پیش کر کے بھارت ہندو کے جبر و تشدد اور قتل و خونریزی کو ختم کیا جا سکے۔

ترجمان الحدیث کے مارچ کے شمارہ میں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ شمارہ میں قادیانیت کے تعاقب، تردید اور گرفت میں اہلحدیث علماء کی مساعی حسنہ، ان کی علمی خدمات، ان کے قلمی کارنامے، ان کی لسانی معرکہ آرائیاں اور ان کی تصنیفات کا مکمل تذکرہ کریں گے۔ لیکن وقتی ہنگامی اور ناگزیر ایسے مسائل ابھر آئے کہ جن سے عہدہ برا ہونا ضروری تھا بنابریں جماعت اہلحدیث کی قادیانیت کے خلاف خدمات کا تذکرہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

محمد اسلم سیف فیروز پوری ماموں کانجن

© rasailojaraid.com